احمد معاویہ

"ربوہ سے چناب نگر تک"

چنیوٹ سے سرگودھا کی طرف جائیں تو راستے میں دریائے چناب کے سرخ پانیوں کے اس پار ایک شہر "چناب نگر" کے نام سے آباد ہے .... شہر کیا ہے، فتنہ گر وفتنہ پرور، ایمان سوز حقیقتوں کا مرقع! یہ شہر آج سے دو ماہ قبل "ربوہ" کے نام سے جانا پہچانا جاتا تھا۔ اسی شہر سے ایمان و کفر کے معرکوں کی تاریخ وابستہ ہے۔ تفصیل اس کی کچھ یوں ہے کہ:

برصغیر سے انگریز بہادر اپنا بوریا بستر لپیٹ کر الٹے قدموں اپنے وطن سدھارنے لگا تو انہی کے "خود کاشتہ پودے" قادیانیت کی درخواست پر نوزائیدہ پاکستان کے صوبہ پنجاب کے گورنر سر فرانس موڈمی نے قادیانیوں کو دریائے چناب کے اس پار "چک ڈھگیاں" کے مقام پر معمولی داموں ۱۰۳۴ ایکڑ زمین ۹۰ سال کی لیز پر عطا کی۔ یہ صلہ تھا قادیانی جماعت کے لئے ان "گرانقدر" خدمات کا جو قادیانیوں نے انگریزی اقتدار کو استحکام دینے کے لئے انجام دیں۔ قادیانیوں کے دوسرے خلیفے مرزا بشیر الدین محمود نے قرآن پاک کے ایک مقدس لفظ ربوہ کو چرا کر اس جگہ کا نام رکھا۔ یہ نئی بستی دین وملت دشمن ارتدادی سرگرمیوں، ملک کی داخلی وخارجی سلامتی کی تخریب کاری کے لئے قادیانی جماعت کا ہیڈ کوارٹر قرار پائی۔

دریائے چناب کے کنارے چھوٹی بڑی پہاڑیوں اور شاداب و آباد لوکیشن کی حامل وسیع اراضی کے حصول کے لئے پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ آنجہانی ظفر اللہ قادیانی نے اپنے منصب کا اثر رسوخ بھر پور استعمال کیا۔ یکم اپریل ۱۹۴۹ء میں یہاں ریلوے اسٹیشن بھی قائم ہو گیا۔ اسٹیشن ماسٹر بھی قادیانی مقرر ہوا..... شہر کی مکمل پلاننگ کے بعد یہودیوں کی طرز پر یہاں قادیانیوں کو لا کر آباد کرنا شروع کر دیا گیا۔ اس طرح ایک اسلامی مملکت میں بقول شورش کاشمیری "عجمی اسرائیل" قائم کر دیا گیا۔ کسی غیر قادیانی کا یہاں مکان، دکان تعمیر کرنا یا کوئی دوسرے کاروبار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اس شہر کا مکمل انتظام وانصرام "ناظر امور عامہ" جو قادیانی جماعت میں شعبہ امور عامہ کا سربراہ ہوتا ہے، کے سپرد تھا۔ یہاں قادیانیوں کی اپنی عدلیہ، اپنی بلدیہ اور اپنی انٹیلی جنس تھی۔ ایک عرصہ تک ایسی حالت رہی کہ حکومت پاکستان بھی یہاں مداخلت نہیں کرتی تھی...... یہی وجہ ہے کہ پاکستان بننے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد ۱۹۵۳ء میں مجلس احرار اسلام نے مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا مشترکہ پلیٹ فارم بنا کر تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت برپا کی تو اس کے مطالبات میں ایک مطالبہ یہ بھی تھا کہ ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔ کیونکہ اس شہر کا نظم ونسق مکمل طور پر قادیانی ریاست کا روپ دھار چکا تھا۔

مئی ۱۹۷۴ء میں جب نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء ایک تفریحی ٹور پر جاتے ہوئے بذریعہ ٹرین ربوہ سے گزرے تو انہوں نے اسٹیشن پر نعرہ تکبیر اللہ اکبر، ختم نبوت زندہ باد جیسے فلک شگاف نعرے بلند

گئے۔ یہ بات قادیانیوں کو ناگوار گذری اور انہوں نے ان "مجرم" طلبا کو واپسی پر سبق سکھانے کا انتظام کر لیا۔ ۲۹ مئی کو واپسی پر طلباء جب بذریعہ چناب ایکسپریس ربوہ سے گذرے تو طے شدہ منصوبے کے مطابق قادیانی غنڈوں نے گاڑی رکوا کر طلباء پر حملہ بول دیا۔ یہ طلباء جب فیصل آباد پہنچے تو کوئی طالب علم ایسا نہ تھا کہ جس کے جسم پر مہلک ضربیں نہ لگی ہوں اور وہ زخمی نہ ہوا ہو..... یہ گھناونی کارروائی مرزائیوں کو مہنگی پڑی، اس کے نتیجہ میں زبردست تحریک چلی اور قادیانیوں کو ۷، ستمبر ۱۹۷۴ء کو اسمبلی کے فلور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیدیا گیا۔

قادیان کی طرح ربوہ میں بھی سب سے پہلے احرار داخل ہوئے اور حکومت کی طرف سے تمام تر رکاوٹوں کے باوجود ۲۷ فروری ۱۹۷۶ء کو ڈگری کالج سے متصل جامع مسجد احرار اور مدرسہ ختم نبوت کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس تاریخی دن کے موقع پر قائد احرار جانشین امیر شریعت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمتہ اللہ علیہ اور ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری کو ربوہ سے گرفتار کر لیا گیا۔ اب یہاں احرار کے علاوہ مجلس تحفظ ختم نبوت اور انٹر نیشنل ختم نبوت کے اداروں کا ایک مضبوط نیٹ ورک موجود ہے۔

تحفظ ختم نبوت کے لئے کام کرنے والی جماعتوں کے مطالبات میں یہ بات بھی شامل رہی کہ اس شہر کا ربوہ نام تبدیل کر کے کوئی اور نام رکھا جائے۔ اس لئے کہ لفظ "ربوہ" قرآن پاک کا مقدس لفظ ہے۔ جس کے معنی ٹیلا کے ہیں۔ قادیانی گروہ اس کے معنی و مفہوم کو غلط طور پر اپنے لئے استعمال کرتا ہے۔ چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے محیر العقول بے شمار دعووں کے باوصف ایک دعویٰ کے مطابق نعوذ باللہ مسیح موعود اور عیسیٰ ہے ..... قرآن پاک میں یہ لفظ سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے لئے استعمال ہوا ہے۔ جس آیت میں یہ لفظ وارد ہوا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔

"اور ہم نے مریم کے بیٹے اور اس کی ماں کو نشانی بنایا تھا اور انہیں ایک ٹیلا (ربوہ) پر جگہ دی تھی۔ جہاں ٹھہرنے کا موقع اور پانی جاری تھا۔ سورۃ المؤمنون (ترجمہ حضرت لاہوری)

چک ڈھگیاں کے اڑوس پڑوس چھوٹی بڑی پہاڑیوں اور ٹیلوں کا مختصر سلسلہ ہے، اس مناسبت اور آئندہ اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے قادیانیوں نے دجل و تلبیس سے کام لیتے ہوئے اس جگہ کا نام ربوہ رکھا۔

قادیانیوں کے ارتدادی مشن جب غیر ممالک میں جاتے تو وہاں کے انجان و بے خبر اور قرآنی تعلیم سے ناآشنا لوگوں کو بتاتے کہ دیکھئے حضرت مرزا مسیح علیہ السلام کے لئے قرآن پاک میں یہ آیات نازل ہوئی ہیں۔ اور یہ جگہ ان کا مسکن رہی ہے۔ اور ابتک اس نام سے آباد ہے۔ یوں وہ لوگ دھوکے کا شکار ہو رہے تھے۔ چنانچہ چنیوٹ سے پنجاب اسمبلی کے رکن اور انٹر نیشنل ختم نبوت موومنٹ کے جنرل سیکرٹری مولانا منظور احمد چنیوٹی نے پنجاب اسمبلی میں ربوہ نام کی تبدیلی کے لئے قرارداد پیش کی جسے متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا۔ اب مسئلہ نیا نام تجویز کرنے کا تھا۔ مختلف تنظیموں کی جانب سے مختلف ناموں کے مطالبات تھے۔

صدیق آباد مصطفیٰ آباد، چک ڈھگیاں، چناب نگر وغیرہ۔ پنجاب حکومت کی طرف سے پہلے ۱۲ دسمبر ۱۹۹۸ء کو "نواں قادیان" کا نوٹیفکیشن جاری ہوا، جسے دینی تنظیموں نے مسترد کر دیا۔ کیونکہ قادیانی بھی تلبیس و تدلیس میں "پائے طولیٰ" رکھتے ہیں...... کہتے کہ ہمارے مرزا بشیر الدین محمود نے برصغیر کی "غلط تقسیم پر فرمایا تھا کہ "ایک وقت آئیگا کہ عارضی تقسیم ختم ہو جائے گی اور اکھنڈ بھارت ہو گا، ہم واپس قادیان جائیں گے.... لیجئے صاحب!

مرزا صاحب کی پیشین گوئی پوری ہو گئی اور ہمیں یہیں "قادیان" مل گیا۔

ویسے بھی ایک طویل جدوجہد کے بعد مسلمانوں کو کوئی ایسا نام قابل قبول نہ تھا جس کی نسبت قادیان یا قادیانیوں کی طرف ہو

مجلس احرار اسلام کی جانب سے مطالبہ تھا کہ نیا نام "چناب نگر" رکھا جائے۔ اس نام میں معنویت بھی ہے اور مناسبت بھی۔ بعد میں دیگر تنظیموں نے بھی اصولی طور پر اس نام سے اتفاق کر لیا جسے تسلیم کرتے ہوئے حکومت پنجاب نے نیا نام رکھ دیا اور نوٹیفکیشن ۳۴۰/۹۹/سی ایچ۔ ۳۶۔ ۸۱/۔ آر اینڈ جی/۱۱ ایس او مورخہ ۴ فروری ۱۹۹۹ء کے تحت نواں قادیان کا نام بھی تبدیل کر دیا گیا ہے۔ صوبائی وزیر مال چودھری شوکت داؤد کے حوالے سے ۹ فروری کے اخبارات میں "چناب نگر" کا باقاعدہ اعلان کر دیا گیا۔ یہ امر قابل تحسین ہے کہ کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت میں شامل تمام جماعتیں بڑی حکمت عملی کے ساتھ اس پیچیدہ صورتحال سے نکلنے میں کامیاب ہوئیں.... مقام مسرت ہے کہ اس سلسلہ میں قادیانی سازشیں ایک بار پھر ناکام ہو گئیں۔ قرآن پاک کا مقدس لفظ تحریف و بے حرمتی سے محفوظ ہو گیا..... مگر مسئلہ یہیں ختم نہیں ہو گیا بلکہ ابھی محض اس شہر کے حوالہ سے کئی ایک مسائل باقی ہیں۔ ہم مولانا زاھد الراشدی کے ساتھ اس بات پر مکمل اتفاق کرتے ہیں کہ "ربوہ کے باشندوں کو ان کے مکانات کے ملکیتی حقوق دینے کا بھی فیصلہ ہو جانا چاہیے..... (مجلس احرار اسلام گزشتہ بیس برسوں سے یہ مطالبہ کر رہی ہے کہ انجمن احمدیہ کی ملکیت ختم کر کے لیز منسوخ کی جائے اور ربائشیوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔) میاں نواز شریف جنھوں نے اور بہت سے مقامات پر غریب لوگوں کو کچی بستیوں کے مالکانہ حقوق دیئے ہیں۔ چناب نگر کے باسیوں کو بھی ان کے رہائشی مکانات کے مالکانہ حقوق دے کر یہ کام کر گزرنا چاہیئے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ملک بھر کی دینی تنظیمات کی طرف سے مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے پیرانہ سالی کے باوجود جوان عزم و ارادے کے ساتھ طویل جدوجہد کی اور یہ معرکہ بخیر و خوبی انجام پا گیا۔ ہماری ان سے درخواست ہے کہ وہ ختم نبوت کے کاز سے متعلق باقی مسائل و مطالبات کو بھی اسمبلی میں پیش کر کے منظور کرائیں۔ تمام دینی تنظیمیں ان سے متفق و معاون ہیں۔